السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک اسلامی اسکالر کا کہنا ہے کہ نکاح دو فریقین کے درمیان ایک معاہدہ جیسا ہے۔ لہٰذا ایک لڑکی یا اس کے گھر والوں کو یہ شرعی حق حاصل ہے کہ اگر وہ چاہیں تو نکاح نامے میں یہ ''شرط'' شامل کرواسکتے ہیں کہ لڑکا اس بیوی کی زندگی میں دوسری شادی نہیں کرے گا۔ اور اگر لڑکا اس شرط کو مان لے تو پھر وہ اس بیوی کی موجودگی میں دوسری شادی نہیں کرسکتا۔ موصوف کا کہنا ہے کہ شادی بیاہ میں فریقین اپنی پسند کی کوئی بھی شرط لکھواسکتے ہیں بشرطیکہ وہ شرط کار فرائض سے روکنے اور کار حرام کو کرنے سے متعلق نہ ہو۔ چونکہ دوسری شادی کرنا فرض نہیں ہے، لہٰذا پہلی بیوی نکاح نامے میں یہ شرط شامل کرواسکتی ہے اور شوہر کے مان لینے کی صورت میں شوہر بیوی کی زندگی میں دوسری شادی نہ کرنے کا پابند ہوگا۔ کیا یہ شرط ایک جائز کام کو اپنے اوپر از خود حرام کرلینے کے مترادف نہیں ہے؟ کیا کوئی شخص (ہونے والی) بی وی کی فرمائش پر اپنے اوپر اس قسم کی پابندی لگا سکتا ہے؟ مثلا" اگر کوئی لڑکی یہ کہے کہ مجھے شہد کی بو پسند نہیں لہٰذا شادی کے بعد تم شہد نہیں پیو گے تو کیا مرد اس شرط کو تسلیم کرکے اپنے اوپر شہد کو حرام کرسکتا ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

نکاح میں کوئی بھی ایسی شرائط جو شریعت کے خلاف نہ ہو، دونوں فریق کی طرف سے لگائی جاسکتی ہیں۔ چونکہ نکاح میاں بیوی کے اکٹھے زندگی گزارنے کا ایک معاہدہ ہوتا ہے۔ اور وہ دونوں اپنی اپنی طبیعت اور رجحان کے پہلو سے ایک دوسرے کو کسی بھی شرط پر مطمئن کرلیں تو اس میں شریعت کوئی قدغن نہیں لگاتی۔ مذکورہ بالا مسئلہ کہ ''اگر کوئی عورت نکاح میں یہ شرط رکھے کہ میں تب تم سے نکاح کروں گی اگر تم دوسری شادی نہ کرواؤ گے'' کیا اس کی یہ شرط باندھنا درست ہے؟ سب سے پہلے کسی بھی شرط کو دو طرح سے دیکھا جائے گا کہ 1۔ وہ شرط اللہ کے حلال کردہ کو حرام تو نہیں ٹھہرا رہی 2۔ شرط انسانی غیرت و حمیت اور انس و محبت سے تعلق رکھنے والی مستحبہ چیز تو نہیں جس کا چھوڑنے کی شرط لگائی جارہی ہے اور یہ شرط محدود وقت تک ہو۔ 1۔ اگر تو ایسی چیز ہے کہ جس کے ترک کرنے سے کسی حلال کو حرام ٹھہرایا جارہا ہے اور وہ بھی ہمیشہ کے لیے اپنے آپ پر حرام کرنا جیسا کہ نبی ﷺ نے ازواج مطہرات کے کہنے پر شہد کو اپنے آپ پر روک لیا تھا تو یہ آیت اتری: يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ (التحریم: 1) ''اے نبی! کیوں آپ نے اللہ کی حلال کی ہوئی چیز کو حرام ٹھہرایا اپنی بیویوں کی رضا کی خاطر'' لہٰذا اس طرح کی اشیاء کہ جس میں اللہ کی حلال کردہ حرام میں بدل جائے یہ درست نہیں اور نہ ہی ان چیزوں کی قسم کھانا اور معاہدہ کرنا جائز ہے۔ 2۔ وہ اشیاء کہ جو مستحب ہوں اور غیرت و حمیت اور محبت کی خاطر خاص مدت کے لیے شرائط یا معاہدہ میں باندھ لی جائیں وہ درست ہیں۔ جس طرح کہ حضرت علی نے ابوجہل کی بیٹی سے شادی کرنا چاہی اور فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے عقد میں تھیں تو نبی ﷺ نے فرمایا: إن فاطمة مني وأنا أتخوف أن تفتن في دينها وإني لست أحرم حلالا ولا أحل حراما ولكن والله لا تجتمع بنت رسول الله و بنت عدو الله۔ ''بے شک فاطمہ رضی اللہ عنہا مجھ سے ہے اور میں اس کے دین میں فتنہ میں پڑجانے سے ڈرتا ہوں اور میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال نہیں ٹھہرا رہا، لیکن اللہ کی قسم اللہ کے دشمن کی بیٹی اور رسول اللہ ﷺ کی بیٹی اکٹھے نہیں ہوسکتے۔'' (صحیح بخاری: 3109) گویا دوسری شادی کرنا چونکہ مباح تھا اور آپ ﷺ نے غیرت میں یہ پسند نہ کیا اور حضرت علی کو روک دیا۔ اس پر قیاس کرتے ہوئے آج بھی اگر کوئی عورت دوسری شادی نہ کرانے کا معاہدہ یا شرط لگائے تو جائز ہے کیونکہ یہ حلال کو حرام ٹھہرانے کے زمرے میں نہیں آتا۔

وباللہ التوفیق

فتویٰ کمیٹی

محدث فتویٰ